رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

ٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

انبالہ سے ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۲)

..... ان واقعات کی موجودگی میں اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا تحریر کر دیا۔ کہ "دیانند کا دھرم بدترین دھرم ہے" تو عقل انصاف سے کام لیا ہے۔

دیانند کی نمبر ۲:۔ علاوہ کم فہمی بے علمی اور تعصب کے سوامی دیانند کی فطرتی سمجھ سودائیوں کی طرح ہے"

احمدی شرما:۔ اس میں کیا شک ہے۔ کہ دیانند ایسا نہ تھا۔ دیانند خود یہ تحریر کرتا ہے۔ کہ:۔

"ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں"

پھر دیانند خود یہ تحریر کرتا ہے۔ کہ:۔

"آریہ لوگ تری دشٹپ یعنی "تبت" سے آئے تھے" لیکن ستیارتھ پرکاش کے آخیر میں خود اس کی تردید کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ:۔

"آریہ ورت اس کا نام اس لئے ہوا ہے۔ کہ آریہ لوگ ہمیشہ سے ہندوستان میں رہتے آئے ہیں"

پس ثابت ہوا۔ کہ دیانند سودائی تھا۔ دیانند کی کم فہمی یہ ہے۔ کہ کبھی کچھ لکھتا ہے۔ اور کبھی کچھ تحریر کرتا ہے۔ مثلاً "بندھ اور مکتی سے دائمی طور پر چھٹکارا ہرگز نہیں ہوتا" (ستیارتھ پرکاش باب ۹ صـ ۳۶۵) اس کے خلاف یہ تحریر کرتا ہے۔ "واضح ہو۔ کہ مکتی کی تعریف یہ ہے۔ کہ ایشور یعنی ایشور کی طرف جیوآتما کھینچے جا کر اس کے پرم آنند میں جڑ جانا۔ اس طرح اس میں جڑ جانے سے بڑی آسانی سے خوشی اور رنج دور ہو کر ہمیشہ کی آنند کی حالت حاصل ہوتی ہے" (از دیانند ایڈیشن منجری دیاکھیان ۶ صـ ۶۷)

دیانند کی بے علمی۔ دیانند یہ تحریر کرتا ہے۔ کہ تری دشٹپ کا ترجمہ تبت ہے۔ جو غلط ہے۔ اور کوئی آریہ نہیں۔ جو اس کو درست ثابت کر سکے۔ دیانند بعض ویدک منتروں کا ترجمہ کرتے ہوئے نیوگ کو ویدانوکول ثابت کرتا ہے جو بالکل غلط اور دیانند کی گھڑنت ہے۔ کیونکہ چاروں ویدوں میں لفظ نیوگ ہی نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کا کوئی قائم مقام لفظ ہے۔ دیانند یہ تحریر کرتا ہے۔ کہ گناہ معاف کرانا انصافی ہے۔ اور وید کے خلاف ہے۔ حالانکہ وید صاف صاف یہ اعلان کرتا ہے۔ کہ:۔

سارے دُرکوہے پریشور مجھ سے دور پرے ہٹا دے۔ ہے سب کے شناسن کرنے والے ہے نیموں کے مالک میرے اوپر رحم کر۔ گناہ کو مجھ سے اس پرکار الگ کر جیسے رسّی سے بچھڑے کو تیرے بنا میں آنکھ جھپکنے کا مالک نہیں ہوں" (رگوید ۲-۲۸-۶)

میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور اس سے بھی دیانند کی بے علمی خوب ظاہر ہو جاتی ہے۔

دیانند کا تعصب:۔ دیانند خود ایک فیصلہ کن تحریر رقم کرتا ہے۔ وہ یہ ہے:۔

"جو شخص متعصب ہوتا ہے۔ وہ اپنے جھوٹ کو بھی سچ اور دوسرے کے سچ کو بھی جھوٹ ثابت کرنے لگتا ہے۔ اس لئے وہ سچائی کو نہیں پا سکتا"

(ستیارتھ پرکاش)

دیانند خود یہ جھوٹ بولتا ہے۔ کہ:۔

"چنڈال گڈھ میں مجھے ایک بڑا عیب لگ گیا۔ یعنی مجھ میں بھنگ کے استعمال کرنے کی عادت ہو گئی۔ چنانچہ بعض اوقات اس کے اثر سے میں بالکل مدہوش ہو جایا کرتا تھا" (خود نوشت سوانح عمری صـ ۹)

لیکن آریہ ہی دیانند کے اس جھوٹ کو یوں ظاہر کرتے ہیں:۔

"بھاگنے والے لڑکے (دیانند) کے باپ کا نام کرشن جی لال جی تھا۔ تمام کاٹھیاواڑ میں یہی مشہور ہے۔ کہ بھاگنے والا لڑکا (دیانند) بھانگ بہت پیتا تھا"

(رپورٹ مرتبہ رام دیو ۳۰ اسوج سمت ۱۹۷۹ صـ ۷)

پس ثابت ہوا۔ کہ دیانند متعصب تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بالکل درست اور واقعات کی بنا پر صحیح صحیح یہ لکھا ہے۔ کہ علاوہ کم فہمی بے علمی اور تعصب کے سوامی دیانند کی فطرتی سمجھ سودائیوں کی طرح ہے۔ دیانند کو آخر مچھلی کی طرح پتھر چاٹ کر اس کو تسلیم کرنا پڑا۔ اس پر لطف یہ ہے۔ کہ نیوگ کی فلاسفی کا دلدادہ مہاشہ لکھشمن خود دیانند کو بہانے ساز اور جھوٹا تسلیم کرتا ہے۔ مثلاً:۔

"ایک ہونہار نوجوان (دیانند) کی اس کوشش کو جو اس نے نیک دھن میں مست ہو کر کی۔ اور اپنے اس وقت کے علم اور عقل کے مطابق اپنے بچاؤ کی صورت کے لئے جو خاص بہانہ بتایا۔ جس سے اس نے پتا کو بہانہ بازی سے ٹالنے پر مجبور کیا"

(از لکھشمن آریو پدیشک نشکالنک دیانند صـ ۹۶ حصہ اوّل)

(باقی وارد)

(گودبھری) حبِ اٹھرا (رجسٹرڈ)

مولانا حکیم نور الدین رضی اللہ عنہ شاہی طبیب کا ستر سالہ مجرب نسخہ حبِ اٹھرا گورنمنٹ آف انڈیا سے نظام جان اینڈ سنز کے لئے رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ جو دوسری جگہ سے نہیں مل سکتا۔ اگر آپ کو اولاد کی خواہش ہے۔ تو یہی حبِ اٹھرا رجسٹرڈ گھر میں استعمال کرائیں۔ اگر آپ نے بے اولادی کا اندھیرا دور کرنا ہے تو حبِ اٹھرا رجسٹرڈ ضرور استعمال کرائیں۔ حبِ اٹھرا امراض اٹھرا کا تریاق ہے۔ اٹھرا کی شناخت حمل گر جاتے ہیں۔ مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر مر جاتے ہیں۔ اٹھارہ سال تک نہیں پہنچتے۔ حبِ اٹھرا رجسٹرڈ رحم کی تمام کمزوریاں دور کرتی ہے۔ بچہ کو طاقتور بناتی حمل کو گرنے سے روکتی اور پیدائش میں بھی آسانی ہوتی ہے۔ بچہ اور والدہ کے لئے تریاق ہے۔ قیمت فی تولہ عـہ ۱۴ر۔ مکمل خوراک ۱۱ تولہ۔ یکدم منگوانے پر صرف لہ عـہ ۱۱ روپیہ علاوہ محصول۔ نصف منگوانے پر صرف محصول معاف۔

المشتہر
نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۴ء

کلام الامام امام الکلام

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

"سناتن دھرم"

"میں رسالہ نسیم دعوت میں بیان کر چکا ہوں۔ کہ ہر ایک مذہب تین طور سے پرکھا جاتا ہے۔ اوّل یہ کہ اس نے خدا کے بارے میں کیا لکھا ہے۔ سو افسوس ہے۔ کہ آریہ سماج کے اصول پر میشر کو تمام موجود چیزوں کا سرچشمہ نہیں ٹھیراتے۔ بلکہ ہر ایک چیز کو پرمیشر کی طرح قدیم اور انادی اور خود بخود مانتے ہیں۔ اور اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ نہ تو ان چیزوں کو پرمیشر نے پیدا کیا۔ اور نہ ان کی قوتوں کو۔ پس ظاہر ہے کہ آریہ سماج کا پرمیشر درحقیقت پرمیشر نہیں۔ ورنہ چاہیئے تھا۔ کہ سب چیزوں کا ابتدا اسی سے ہوتا۔ یہ کیا ہوا۔ کہ وہ پرمیشر تو کہلاوے۔ اور دوسری چیزیں خود بخود ہوں۔ جو چیز اس کی پیدائش نہیں وہ کیسے اس کی ہو گئی۔ اس ناجائز قبضہ کی کوئی آریہ صاحب وجہ تو بتلاوے! جن چیزوں کو پرمیشر نے پیدا ہی نہیں کیا۔ ان پر حکومت کرنا محض ظلم ہے۔ پس اگر آریہ سماج والے سناتن دھرم والوں کو مورتی پوجا کا الزام دیتے ہیں۔ تو ان کے اس اعتقاد کی رُو سے ان پر الزام زیادہ ہے۔ کیونکہ بُت پرست اپنے بتوں اور دیوتاؤں کو پرمیشر اور خود بخود نہیں سمجھتے۔ صرف یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ ان کے دیوتاؤں اور اوتاروں کو پرمیشر نے بڑی بڑی طاقتیں دے رکھی ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ لوگوں کی مرادیں پوری کرتے ہیں۔ سو اگرچہ یہ بات غلط ہے۔ بلکہ مرادیں دینے والا صرف ایک ہے یعنے خدا۔ جس کو پرمیشر کہتے ہیں۔ اور دنیا اور آخرت میں وہی شخص عزت پاتا ہے۔ اور اُسی کو برکت دی جاتی ہے۔ جو سب کو چھوڑ کر سچے دل سے اپنے خدا کا فرمانبردار ہو جاتا ہے۔ ہر ایک وقت اس پاک پرمیشر سے یہ آواز آتی ہے۔ کہ:۔

جے تُو میرا ہو رہے سب جگ تیرا ہو

اور یہی ہم نے آزمایا۔ اور ہم اس کے گواہ ہیں۔ جو شخص اس کی محبت میں محو ہو جاتا ہے۔ اور اس کی آتش محبت سے جلکر ایک نیا وجود لیتا ہے۔ پس جب وہ اس آگ میں داخل ہو جاتا ہے۔ تو زمین و آسمان کی تمام چیزیں جن کی دوسرے لوگ پرستش کرتے ہیں۔ اس کے چاکر اور خدمتگار ہو جاتے ہیں۔ غرض یہ تو سناتن دھرم والوں کی غلطی ہے کہ اپنے جیسی چیزوں سے مرادیں مانگتے ہیں۔ اور وہ زندہ اور چمکتا ہوا نور جو اُن کے سامنے ہے۔ اور دُور نہیں ہے۔ بلکہ خود تراشیدہ پتھروں کی نسبت بہت نزدیک ہے۔ اس سے فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ مگر تاہم وہ مانتے ہیں کہ ہر ایک چیز پرمیشر سے نکلی ہے۔ اس کے بغیر کوئی چیز خود بخود نہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہی وید کی تعلیم ہوگی۔ جس کو سناتن دھرم والے اب تک بھولے نہیں۔ اور ہمیں ان رشیوں منیوں کے ان تربیتوں کے دیکھنے سے جنہوں نے بنوں میں جاکر بڑی بڑی ریاضتیں کی تھیں۔ یہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ وید کی اصل حقیقت انہیں پر کھلی تھی۔ اس لئے وہ آریہ سماجیوں کی طرح جیو اور پرمانو کو انادی اور خود بخود خیال نہیں کرتے تھے۔ بلکہ جیسا کہ ان کی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ ہر ایک چیز پرمیشر سے نکلی ہے۔ یعنی اس کے کلمات ہیں۔ یہی مذہب اسلام کا ہے:۔

(سوسیلنے اکونت مورکھ آپو اپنی)

وہ لوگ آریہ صاحبوں کی طرح صرف زبان کی چالاکی پر دھرم کا مدار نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ ریاضت سے محنت سے جپ سے تپ سے سچے دل کے ساتھ اپنے پرمیشر کو ڈھونڈتے تھے۔ اور بنوں میں جاکر ریاضت کشی سے بڑی بڑی محنتیں کرتے تھے۔ اور روز روز سے اپنے بدن کو خشک کر دیتے تھے۔ اور گوشہ گزینی کی حالت میں اپنے پرمیشر سے دل لگاتے تھے۔ تب وہ نور قدیم جس کا نام مختلف زبانوں میں پرمیشر۔ گاڈ۔ خدا۔ اللہ ہے ان پر ظاہر ہوتا تھا۔ وہ ہرگز اس بات کے قائل نہ تھے کہ خدا کا الہام اور وحی وید تک ہی محدود ہے۔ اور آگے ہمیشہ کے لئے انسان پر خدا کے ہم کلام ہونے کے دروازے بند ہو گئے۔ اور قفل لگ گئے۔ بلکہ خدا ان سے باتیں کرتا تھا۔ اور غیب کی باتیں ان پر ظاہر ہوتی تھیں۔ سچ تو یہی ہے۔ کہ خدا کو ڈھونڈنے والے جو اس کی راہ میں مر رہے ہیں۔ اور اس کے لئے سب کچھ تیاگ دیتے ہیں۔ اگر خدا ان سے ایسی خشکی اور لاپرواہی کرے۔ اور اپنے تئیں ان پر ظاہر نہ کرے۔ اور مجھپا رہے۔ اور آواز تک سنائی نہ دے تو وہ جیتے ہی مر جائیں۔ اور دنیا میں کوئی بھی اُن جیسا بدنصیب نہ ہو۔ کہ دنیا چھوڑی پرمیشر کے لئے۔ مگر وہ بھی نہ ملا۔ دونوں جہان ہاتھ سے گئے۔ مگر کیا کوئی دوست اپنے دوست سے ایسا کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں مثل مشہور ہے۔ کہ دوستی میں دو سُتی ہوں۔ ایک شخص مجازی عشق میں گرفتار ہوتا ہے۔ اور ایک مدت تک درد اور سوز کے ساتھ دن رات اپنے معشوق کو اندر ہی اندر اپنی طرف کھینچتا ہے۔ پس ناگاہ ایک شعلہ محبت کا بشرطیکہ یہ محبت کسی شہوت پرستی پر مبنی نہ ہو۔ اس کے معشوق کے دل پر جو ابھی غافل اور بے خبر تھا گرتا ہے تب وہ معشوق بھی اس کے درد سے ایک حصہ لے لیتا ہے۔ گویا اس عاشق کی دن رات کی دردیں اور آہیں اس معشوق پر سحر کا کام کرتی ہیں۔ تب اُس کا دل اس کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ اور لامعلوم اسباب سے اس کے دل میں یہ بات پڑ جاتی ہے۔ کہ یہ شخص مجھ سے پیار کرتا ہے۔ اور نرا دل میں پڑتا ہی نہیں۔ بلکہ آخر اس کا گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور دل دل سے مل جاتا ہے۔ گویا وہ دونوں ایک ہی ہو جاتے ہیں۔ اور عجیب تر یہ کہ ایک عاشق گو ہزار پردوں میں اپنی محبت چھپاوے مگر وہ اس کے معشوق کو اس محبت کی خبر ہو جاتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور پھر دنیا بھی جو ہر ایک کے پیچھے جاسوس کی طرح لگی ہوئی ہے۔ سمجھ جاتی ہے۔ کہ ان دونوں کی باہم محبت ہے۔ اور پھر وہ محبت اگر درحقیقت پاک محبت ہے۔ اور کوئی خباثت ناپاک شہوت کی اس کے اندر نہیں۔ اُس مرتبہ تک ان دونوں وجودوں کو پہنچانا چاہتی ہے۔ کہ ایک دوسرے کا دل باہم کھینچا جاتا ہے۔ بغیر دیکھنے کے بے آرامی رہتی ہے۔ اور ان کو کچھ اطمینان نہیں آتی۔ کہ یہ کشش کہاں سے اور کیونکر پیدا ہو گئی۔ آخر ان کے پاک دل اس قدر ضرور حظ چاہتے ہیں۔ کہ ایک دوسرے سے کچھ کلام کیا کریں۔ ایک نظر دیکھ لیں۔ کم سے کم ایک کلام کے لئے اُن کا دل تڑپتا ہے۔ خواہ پیچھے سے مرجائیں۔ سو یہ تو مجازی عشق کا انجام ہے کہ کمال اس کا باہم کلام ہے۔ پس لعنت ہے ایسے مذہب پر کہ جو پرمیشر کے عاشق کو اس قدر بخرہ دینے کا بھی وعدہ نہیں کرتا۔ کہ وہ اس کا ہمکلام ہو جائیگا۔ جیسا کہ ایک انسان کا عاشق اپنے معشوق کا ہم کلام ہو جاتا ہے افسوس کہ یہ لوگ تو ایسا عقیدہ ہی نہیں رکھتے۔ مگر ہم قبول نہیں کر سکتے۔ کہ وید انسان کو اس مرتبہ ہمکلامی سے محروم رکھنا چاہتا ہے۔ بلکہ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطیاں ہیں۔ وید کا قصور نہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ مذہب وہی مذہب ہے۔ جو خدا کو ملا دے۔ اور ہمکلامی کا مزا چکھا دے۔ ورنہ ایک گورکھ دھندا ہے۔ جس میں بجز بیدینی کے اور کچھ نہیں۔

دوسرا طریق مذہب کے پرکھنے کا یہ ہے کہ سچا مذہب جیسا کہ خدا سے پیوند کراتا ہے۔ ایسا ہی قوم میں پاکیزگی پھیلاتا ہے۔ ہم لکھ چکے ہیں۔ کہ آریہ سماج خدا سے پیوند نہیں کراتا۔ بلکہ اس پیدائشی پیوند کا بھی انکار کرتا ہے۔ کہ جو بوجہ مخلوق ہونے کے ہر یک روح اپنے پرمیشر سے ہے۔ اور پاکیزگی کا نمونہ نیوگ کی تعلیم سے ظاہر ہے۔ شاباش ہے سناتن دھرم کو تو نے نہ تو ہر ایک جیو کو اپنے وجود کا انہیں کو پرمیشر سمجھا۔ اور نہ تو نے نیوگ کے گند کو اپنے اعتقاد میں داخل کیا۔ سو میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر تو اس قدر اور قدم بڑھاوے۔ جو خدا رسیدہ جوگیوں کی طرح ہو جائے۔ جو پرمیشر کی محبت سے پُر ہوتے ہیں۔ اور ایسا اس سے نزدیک ہو جائے۔ کہ مورتی پوجا کو بھی اپنے دامن سے پھینک دے۔ تو پھر آریوں کے مقابل پر تیری ہر میدان میں فتح ہے۔ وہ ایک راہ سے تیرے مقابل پر آئیں گے اور سات راہ سے بھاگیں گے۔ اور یہ نئی بات نہیں قدیم سے جوگیوں کا جو محبت کی آگ میں جل جاتے ہیں۔ یہی مذہب ہے۔ کہ بجز پرمیشر اور سب ہیچ ہے۔

تیسرا طریق سچے مذہب کے پرکھنے کا یہ ہے کہ وہ کہاں تک دنیا کے گند سے چھڑاتا اور خدا تک پہنچاتا اور اس پاک ذات کو دکھلاتا ہے۔ سو آریہ مذہب اس مرتبہ سے بکلی محروم ہے۔ اس لئے ان کے حصہ میں بجز گالیوں اور بدزبانیوں اور توہین کے اور کچھ نہیں۔ اور خود ان کا اصول نہ پرمیشر کی نسبت پاک اور نہ قومی پاکیزگی کی نسبت پوتر ہے۔ اور نہ ان میں ان برکات کا کچھ حصہ ہے۔ جو خدا رسیدہ لوگوں کو ملتی ہیں۔ میں نے سنا ہے۔ کہ قادیان کے سناتن دھرم کے لوگ آریہ سماج ان دو اصولوں کے رد اور کھنڈن کے لئے جو وہ لوگ پرمیشر کی کم طاقتی اور نیوگ کی نسبت رکھتے ہیں۔ کوئی جلسہ کرنا چاہتے ہیں۔ میرے نزدیک مناسب ہے۔ کہ دوسرے شہروں کے سناتن دھرم کے لوگ ان کی مدد کریں۔ اور اگر ہم نے موجودہ حالات کے لحاظ سے مناسب سمجھا تو ہم بھی ان کی مدد سے حصہ لیں گے۔

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

(رسالہ سناتن دھرم)

کیفیت ویلیو

اگر آپ دیانندی ویدوں کی تعلیم سے واقف ہونا چاہتے ہیں۔ اگر آپ آریہ سماج کے عقائد کا علم سیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ بانیٔ آریہ سماج کے علم و عقل کو پرکھنا چاہتے ہیں۔ تو مندرجہ عنوان نام کی کتاب صرف ۶ر کے ٹکٹ ڈاک بھیج کر ایک نسخہ دفتر فاروق۔ قادیان سے منگالیں +

پیغامی مشن

قانون قدرت اور مسیح کی بن باپ ولادت

نمبر (۷)

(۲۱) اب میں آخیر میں مولوی محمد علی صاحب مفسر قرآن کی اس دلیل کو جو آپ نے قادیان میں بود و باش رکھتے ہوئے ریویو آف ریلیجنز کی آڈیٹری میں ایک عیسائی چتو پادھیا کے اعتراضات کے جواب میں تحریر کی نقل درج کرتا ہوں۔

آپ نے اس کا عنوان "حضرت مسیح کے بارہ میں قرآنی فیصلہ" رکھا۔ اور اس میں آپ آیت قالت رب انی یکون لی ولد ..... لکھ کر فرماتے ہیں:۔

"اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مسیح کی پیدائش ایک ایسے اعجازی رنگ میں ہوئی تھی۔ کہ جس میں باپ کا دخل نہ تھا۔ اور اس لئے اس کو کلمہ کہا گیا۔ کیونکہ وہ معمولی طرز پر باپ کے نطفہ سے ماں کے شکم میں نہ آیا۔ اور وہ اس معمولی طریق سے حاملہ نہ ہوئی۔ بلکہ خدا کے کلمہ کن سے حاملہ ہوئی۔ اس لئے اسے کلمہ کہا گیا"

لاہوریو! دیکھا تمہارا امیر بھی ایک وقت تک مسیح کی بن باپ پیدائش کا قائل رہا۔ اب خدا جانے کیا ہو گیا۔ پھر فرماتے ہیں:۔

"اگر مسیح خدا ہے۔ تو آدم اس سے بڑا خدا ہے۔ کیونکہ یہ تو صرف باپ کے بغیر پیدا ہوئے پر آدم کی پیدائش باپ اور ماں کے بغیر ہوئی" صـ۱۳

پھر فرماتے ہیں صـ۱۴

"کہ حضرت مسیح کی اعجازی پیدائش کو دیکھ کر یہود سے اور تو کچھ بن نہ پڑا۔ انہوں نے حضرت مریم کے چال چلن پر ناگفتہ بہ الزام لگانے شروع کر دیئے" صـ۲۴ دیکھو رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ جنوری ۱۹۰۸ء

یہ الفاظ کسی مزید تشریح کے محتاج نہیں۔ حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امیر رحمہم اللہ ایک زمانہ تک جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے قائل تھے۔ ایسا ہی ولادت بن باپ مسیح علیہ السلام کے بھی قائل بلکہ مخالفین کو منہ توڑ جواب دیتے رہے ہیں۔ مگر خدا جانے اب امیرہم وکبیرہم کہاں اور کدھر جا رہے ہیں۔ خدا رحم کرے

"اپیل بخدمت جمیع پیغامی حضرات"

میرے محترم بزرگو اور بھائیو۔ تم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانہ میں قبول کیا۔ جب کہ ہر طرف سے مخالفتوں کا ایک طوفان برپا تھا۔ اور وہ تم ہی بزرگ ہو۔ جنہوں نے اس موعود مسیح کو جس نے ثریا پر سے قرآن کو اتارنا تھا۔ ان مخالفتوں کے جوش کے وقت قبول کیا لوگوں کے طعنہ و ملامت سہے۔ برادریوں سے نکالے گئے۔ مسجدوں سے روکے گئے۔ اور بعض نے اس حکم و عدل کی شان والے مسیح کی خاطر ماریں بھی کھائیں۔ گھر بار چھوڑے وطن سے بے وطن ہوئے۔ حتیٰ کہ خونی رشتے بھی بعض نے تم میں سے مسیح موعود علیہ السلام کی خاطر توڑے۔ سب کچھ مصائب برداشت کئے۔ سابقین الاولین کا خطاب مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں تم نے پایا۔ اور اسلام کی خدمت کا اقرار کیا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر کے اقرار بیعت کیا۔ غرض تم نے ہر وہ مصیبت برداشت کی جو تم کر سکتے تھے۔ اور ہر وہ قربانی کی جس کی تم طاقت رکھتے تھے۔ کس لئے اور کس کی خاطر۔ صرف اور صرف اس لئے کہ وہ موعود مسیح جس کے سپرد اخیری زمانہ میں دجال کو پاش پاش دلائل کے ساتھ کرنے کی خدمت رسول اللہ نے مقرر کی تھی۔ اور وہ مسیح موعود جس نے ثریا پر سے دوبارہ قرآن کو دنیا میں اتارنا تھا۔

اب خدارا سوچو اور غور کرو۔ اگر مسیح کی باپ ولادت کا کچھ ایسا کاری حربہ تھا۔ کہ جس سے دجال کا قلع و قمع ہو سکتا۔ تو وہ خدا جس نے مسیح موعود کے سپرد دجال کے فتنہ کو پاش پاش کرنا مقرر کیا تھا۔ اس نے حضرت مسیح موعود کو یہ حربہ کیوں نہ سکھلایا۔ اور کیوں نہ آپ کو الہام کے ذریعہ بتایا۔ کہ تم دنیا میں وفات مسیح کی طرح یہ بھی اعلان کر دو۔ کہ عیسائیو! تمہارا تو وہ خدا ہے جس کا باپ یوسف نجار تھا۔ اور میں قرآن کریم سے اور الہام الٰہی کی روشنی سے تم کو کہتا ہوں۔ کہ حق بات یہی ہے۔ مگر جیسا کہ اوپر کے حوالجات سے آپ پر بخوبی ہویدا ہو چکا ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہرگز ہرگز اپنی تمام زندگی میں اس حربہ کو استعمال نہیں کیا۔ اور نہ خدا تعالیٰ نے آپ کو الہام کے ذریعہ حکم دیا۔ اور نہ عقلی دلائل آپ نے اس کے جواز میں دیئے بلکہ برخلاف اس کے قرآن کریم سے الہام الٰہی کی روشنی سے عقلی دلائل سے اور بڑے بڑے اطبار کے پیش کردہ حقائق سے آپ نے اس مسئلہ پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور مسیح کی بن باپ ولادت کو اپنے عقاید میں سے بیان کیا۔ اور اپنی جماعت سے منوایا۔ اور آج تک جمہور اہل اسلام کا بھی یہی عقیدہ رہا ہے۔ کہ مسیح کی ولادت بن باپ کے ہوئی۔ اور کسی فرقہ نے بھی اس پر آج تک انکار نہیں کیا۔ حتیٰ کہ اس قدر بزرگ اولیاء اقطاب اس امت میں ہوئے ہیں۔ کسی نے بھی اس عقیدہ کے برخلاف نہیں لکھا۔ کہ مسیح کا یوسف نجار حقیقی والد تھا۔ بلکہ نسبتی والد ہی لکھتے آئے ہیں۔

ہاں آج کل کی نئی روشنی کے دلدادہ اور سرسید کے شیدائی اس جمہوری عقیدہ سے انکار کریں۔ تو کریں۔ مگر تم نے تو ایک مدت تک اس مجدد کامل کو قبول کیا۔ اور اس کی پاک صحبت میں رہے۔ اور بیعت کی۔ اور پاک عقاید کو قبول کیا۔ مگر آج تم کو کیا ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود کے سکھائے ہوئے پاک عقائد سے یکدم تم نے توبہ کر لی۔ اور وہ کونسی کسر کاسر دجال نے دجال کے پاش پاش کرنے میں چھوڑی تھی۔ جس کو پوری کرنے کے لئے تمام دماغ منتخب ہوئے۔ آہ وہ مسیح موعود جس نے قرآن کریم کے حقائق اور معارف کے سربستہ راز کو ایسا کھولا۔ کہ جس کی فی زمانہ نظیر ملنا مشکل اور محال ہے۔ اس کو تو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم سے یہ حربہ استعمال کرنے کی طرف توجہ نہ دلائی۔ مگر آج تم کہاں کے بنیس مار ہو گئے۔ کہ مسیح موعود سے بھی بڑھکر قرآن کریم سے ولادت باپدر مسیح کے دلائل اور قانون تمہیں سمجھ میں آ گئے۔ خدارا سوچو غور کرو۔ اپنی عاقبت پر نگاہ کرو۔ جس کی طفیل تم نے دنیا میں یہ عروج پایا۔ اور جس درخت کے سایہ کے نیچے تم سب نے آرام پایا افسوس اسی درخت کے درپے آزار ہو گئے ؛

میں یہ جانتا ہوں۔ کہ تم سب نہیں بلکہ بعض تم میں ایسے ہیں۔ جو دہریت کے درپردہ حامی اور شیدائی ہیں۔ اور وہ تمہیں ہلاکت کے راستوں اور ظلمت کی تاریکیوں میں لے جانا چاہتے ہیں۔ اور وہ نور کی روشنی جو بڑے بڑے مصائب اور مشکلات برداشت کرنے کے بعد تم کو ملی تھی۔ اس کو تم سے گم کرنا چاہتے ہیں۔ مگر تم اپنے قادر خدا کے آستانہ پر سر جھکاؤ۔ اور اس کی عجیب در عجیب قدرتوں اور حکمتوں پر ایمان لاؤ۔ تا تم کو اس دہریت کے درپردہ حملہ سے نجات ملے میری تو یہی خواہش ہے۔ کہ تم مسیح موعود علیہ السلام کے دامن کو مضبوطی کے ساتھ پکڑو۔ یہی فلاح اور کامیابی کا رستہ ہے۔ اگر تم نے دنیا بھی چھوڑی۔ مصائب بھی برداشت کئے طعن و تشنیع بھی سہے۔ سب کچھ کیا۔ مگر مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے درپردہ تہیدست رہے۔ تو تمہارا کیا انجام سوچو۔ اور غور کرو۔ کہیں اس شعر کے مصداق تو نہیں بن رہے

؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والسلام ؛

آپ کا ہمدرد مسیح کا ادنےٰ خادم
عاجز مستری غلام نبی احمدی محلہ حاجی پورہ سیالکوٹ

منیجر فاروق کی درخواست :۔ نہایت ہی تعجب ہے۔ کہ باوجود بار بار کی اطلاع کے جب بھی فاروق کے وی۔ پی کئے جاتے ہیں۔ تو بعض دوست بلا وجہ معقول واپس کر دیتے ہیں۔ اس لئے درخواست ہے۔ کہ واپس کرنے والے خریدار اگر فاروق خریدنا نہیں ... (یہ حصہ جا بجا مٹا ہوا ہے۔ قیاساً لکھا گیا ہے۔ ایڈیٹر فاروق) ... آئندہ کارڈ لکھ کر اطلاع دیں ورنہ پھر وی۔ پی کیا جائے گا۔ نوٹ کر لیا جائے۔ منیجر فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر احمدی مشن

ایک غیر احمدی ہیڈ ماسٹر کو لگام کشمیر

کے

سوالات کے جواب

نمبر (۱)

سوال:۔ مرزا صاحب نے مسیح اور مہدی کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ مسیح علیہ السلام نبی ہوگا۔ اور مہدی علیہ الرحمۃ امام ہوگا۔ ان دونوں کا وجود علیحدہ علیحدہ ہوگا۔ مسیح علیہ السلام کا خطاب علیہ السلام ہوگا۔ اور مہدی کا علیہ الرحمۃ ہوگا۔

جواب احمدی:۔ آپ کا یہ خیال کہ مسیح و مہدی دو اشخاص ہیں۔ نادرست ہے۔ اوّل اس لئے کہ آنحضرت صلعم نے جہاں آخری زمانہ کے مصلح کا ذکر فرمایا ہے۔ وہاں پر صرف مسیح کا نام لکھا ہے۔ جیسے فرمایا۔ کیف تھلک امۃ انا اولھا وعیسیٰ ابن مریم آخرھا (ابن ماجہ) وہ اُمت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے۔ جس کا اوّل میں اور آخر مسیح ہے۔ اگر حضرت امام مہدی کوئی علیحدہ وجود ہوتے۔ تو اُن کا بھی ذکر فرماتے معلوم ہوا کہ وہ دونو ایک وجود ہیں ؛

پھر دوسری جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود علیہ السلام کو مہدی بھی قرار دیا ہے۔ جیسے فرمایا۔ یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسیٰ ابن مریم اماما مھدیا وحکما وعدلا (مسند امام احمد حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱) ترجمہ۔ عیسیٰ ابن مریم جو اُمت کے موعود ہیں۔ امام مہدی بھی ہونگے۔ مہدی کی پیشگوئی کے لئے جو لفظ تھے۔ وہی یہاں رکھ کر بتایا۔ کہ ہماری مراد ہی مہدی ہے۔ محدثین نے باب مہدی کی احادیث کو مجروح قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو مقدمہ ابن خلدون) لیکن ایک حدیث صحیح ہے لا مھدی الا عیسیٰ (ابن ماجہ باب شدۃ الزمان) اس کا راوی محمد بن خالد الجندی ہے۔ اور اسے امام نسائی نے ابن معین نے ثقہ قرار دیا ہے۔

ابن مریم کے لفظ سے آپ کو غلطی لگی ہے۔ کہ یہ وہی ابن مریم ہے۔ جو بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو کر مبعوث ہوئے تھے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام۔ امت محمدیہ کے موعود نہیں ہو سکتے۔ اوّل قرآن و احادیث سے مسیح کی وفات ثابت ہو چکی ہے اور وفات یافتہ ہستیوں کے متعلق فرمان الٰہی ہے۔ فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت (زمر ع ۶) یعنی جس پر ایک دفعہ موت وارد ہو جائے۔ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتا۔ اگر بقول آپ کے مسیح ناصری اُمت محمدیہ کے لئے بھی رسول ہو کر آئیں۔ تو پھر قرآن کریم میں سے رسولا الی بنی اسرائیل کاٹ دینا چاہیئے۔ (نعوذ باللہ) کیونکہ اس طرح تو وہ بنی اسرائیل کے لئے ہی رسول نہ ہوئے بلکہ ساری دنیا کے رسول ہوئے۔ مسیح موعود اور مہدی معہود کے علیحدہ کام اور حالت نزول کے ایک ہونے سے صاف ظاہر ہے۔ کہ دراصل ایک ہی وجود ہے۔ لیکن مختلف حیثیتوں سے جُدا جُدا ناموں کے پکارا گیا ہے۔ قرآن کریم میں تو صاف لکھا ہے۔ حضرت مسیح ناصری فوت ہو گئے ہیں۔ اگر آپ کے پاس حیات مسیح کا کوئی ثبوت ہے۔ تو لاتے کیوں نہیں۔ آپ اطمینان رکھیں۔ کہ قرآن سے آپ ہرگز ہرگز حیات مسیح ثابت نہیں کر سکتے ؛

باقی آپ کا یہ تحریر کرنا۔ کہ مسیح علیہ السلام کا خطاب علیہ السلام ہے۔ اور امام مہدی کا خطاب علیہ رحمۃ ہوگا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ شاید عزلی سے بالکل کورے ہو۔ علیہ السلام اور علیہ الرحمۃ کے معنی ایک ہی ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث میں جو علامات مسیح و مہدی کے آمد کے متعلق لکھی ہیں۔ وہ سب کی سب پوری ہو چکیں۔ اُن میں سے ایک بھی ایسی علامت نہیں۔ جو پوری نہ ہوئی ہو۔ ان تمام میں سے چند ایک اختصار کے ساتھ لکھتا ہوں۔

واذا الشمس کورت جیسے آفتاب سے ہی روشنی ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس کے غروب ہونے سے دنیا میں تاریکی پھیل جاتی ہے۔ ویسے ہی اس وقت چاروں طرف دین کی طرف سے تاریکی پھیلی ہوئی ہے۔ جس طرف دیکھو۔ ادھرم اور بے دینی کا سیلاب نظر آئیگا۔ جس میں بدوں کے ساتھ نیک بھی غرق ہونے کو تھے۔ کہ ایسے وقت میں خدا کا مسیح اور اس کا اوتار نازل ہوا۔ غور سے دیکھو کوئی شخص اپنے اپنے مذہب پر قائم نہیں رہا۔ تمام دنیا میں فسق۔ فجور۔ ظلم۔ خیانت۔ بد زبانی و شرارت۔ فریب دھوکہ بے ایمانی۔ دہریت لامذہبی کی سیاہی اس قدر پھیل گئی ہے۔ کہ اللہ کی پناہ۔

واذا النجوم انکدرت۔ ستارے جو اندھیری شب میں جھلملاتے ہوئے راہبری کا باعث ہوتے ہیں۔ جب وہ بھی چھپ جائیں۔ تو یہ ایک عام فہم امر ہے۔ کہ وہ شب بھی ایک قسم عذاب الٰہی ہے۔ ان چمکنے والے ستاروں کو سلسلہ روحانی میں علمائے ربانی سے خاص نسبت ہے۔ پس یہ وہ وقت تھا۔ جبکہ اچھے اچھے عالم باعمل فوت ہو چکے تھے۔ آپ دیکھیں اور ایمان سے کہیں۔ کتنے عالم باعمل موجود ہیں۔ مولوی یوسف شاہ میرواعظ پر ناز تھا۔ اس کی جو حالت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مسلمانوں ہی پر موقوف نہیں۔ ہر مذہب کا یہی حال ہے۔ اکثر نیک اور پاک عالم دنیا سے اُٹھ گئے۔ قصہ گو ملکوں کا واعظ کرنیوالے رہ گئے۔ جن کو شب و روز کفر کے فتووں سے کام ہے۔ لوگوں پر کفر کا فتویٰ دیکر خود ہی کافر بن گئے۔ پس اندھیری شب میں خدا کے مسیح و مہدی کا ظہور ہو گیا۔ (مبارک ہیں وہ جو اس پر ایمان لائیں؟

واذا الجبال سیرت یہ زمانہ موجود ہے۔ جس میں پہاڑ اڑا کر راستے بنائے گئے ہیں۔ اس کا منکر کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں ہو سکتا۔ یہ اس زمانہ کی کہی ہوئی بات ہے۔ جبکہ اس زمانہ کے اہل الرائے ایسی باتوں پر ہنسی اڑاتے تھے۔ مگر آج زمانہ نے دیکھ لیا۔ کہ ایک اُمّی شخص کے منہ کی باتیں تیرہ سو سال کے بعد کیسی عیاں ہو رہی ہیں۔

واذا العشار عطلت حجاز ریلوے کے نکلنے سے وہ علاقہ جس میں اونٹ باربرداری اور سواری کے کام آتے تھے بیکار ہو گئے۔ غور کریں۔ کہ آیا علامت مسیح موعود و مہدی مسعود پر کیسی پوری ہوئی ہے۔ واذا الوحوش حشرت۔ وحشی جانور آدمیوں کے ساتھ رکھے گئے جاویں گے۔ سرکس اور چڑیا گھر اس آیت کی تصدیق میں ہر روز اپنا نظارہ دنیا کو دکھاتے ہیں۔ اور دیکھنے والوں پر مسیح موعود اور اس کے آقا اور مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت پر مجسم دلیل ہو کر اتمام حجت کرتے رہتے ہیں۔

واذا البحار سجرت۔ ملک میں ہر طرف نہریں جاری ہو چکی ہیں۔ بوجہ طوالت کے یہاں تک ختم کرکے اب احادیث سے چند علامات ظہور مہدی و مسیح کی لکھتا ہوں:۔

---

(۱) مہدی کی سخت مخالفت ہوگی۔ اور علماء وقت ان پر دجال کا فتویٰ دیں گے (حجج الکرامۃ صفحہ ۳۶۳) کئی خبیث مولویوں نے حضور پر دجال کا فتویٰ صادر کیا (۲) جب مسیح آئے گا۔ تو لوگ اس کی قتل کی فکر میں ہونگے۔ اور کہیں گے۔ یہ شخص تو ہمارے دین کو بگاڑتا ہے۔ (اقترب الساعۃ صفحہ ۳۲۲) کئی کم بختوں نے قتل کے منصوبے کئے۔ لیکن نامراد رہے (۳) بعض لوگ مسیح کی نسبت کہیں گے۔ کہ یہ دین عیسوی کی حمایت کرتا ہے (اقترب الساعۃ صفحہ ۳۲۲) چنانچہ کئی لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ انگریزوں کی خوشامد کرتے ہیں۔ اور ان کی حمایت کرتے ہیں۔ (۴) مہدی قدعہ سے نکلے گا (جواہر الاسرار صفحہ ۵۶) قادیان کا پہلے نام قدعہ .... اور قدعہ سے بگڑ کر قادیان ہو گیا۔ پنجاب کے جٹ لوگ قادیہ ہی آج کل بھی بولتے ہیں (۵) نبی کریم نے مسیح موعود کو اپنا سلام بھیجا ہے (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۶۶)

---

(۷) مہدی کے وقت دمدار ستارا طلوع کرے گا۔ (آثار القیامۃ صفحہ ۲۴۵) یہ نشان ۱۸۹۴ء میں ظاہر ہو چکا ہے۔ جو کہ انہی ایام میں اخبارات میں بھی درج ہو گیا (دیکھو اخبار الحامی جلد ۳ نمبر ۵ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۸۹۶ء و اخبار آزاد جلد ۱۲ نمبر ۹۴ مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۹۶ء (۸) انّ لمهدينا ايتين لم تكونا منذ خلق السموات والارض ينكسف القمر لاول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس في النصف (دار قطنی صفحہ ۱۹۸) ترجمہ تحقیق ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں۔ جب سے کہ زمین و آسمان پیدا ہوا ہے وہ نہیں ہوئے۔ ماہ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن لگے گا۔ اور سورج کو اس کے نصف میں گرہن لگے گا۔ چاند گرہن ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ اور سورج گرہن ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ (کتاب التعارض بین العقل والنقل صفحہ ۲۴۶) قانون قدرت نے بھی یہی اوقات مقرر فرمائے ہیں۔ اس حدیث کے چند پہلو ہیں۔ مثلاً (۱) سورج کو ۲۸ تاریخ کو رمضان میں گرہن لگے (۲) چاند کو ۱۳ رمضان میں گرہن لگے (۳) مدعی مسیحیت موجود ہو۔ اس کے راوی امام باقر ہیں۔ اور اس کی صداقت اس کے پورا ہو جانے سے ظاہر ہے۔ اور یہ ۱۳۱۱ھ میں پوری ہوئی ہے علامات بالا سے ثابت ہوا۔ کہ جناب حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام اپنے دعویٰ میں صادق ہیں۔ (باقی دارد)

(راجہ غلام محمد خاں چک امیر جہ کشمیر)

افسوس کہ ۱۹ ستمبر ۳۳ء کو حافظ محمد حسین صاحب قریشی احمدی جو ایک مخلص متقی اور نہایت دیندار بزرگ تھے یکایک حرکت قلب بند ہونے سے فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے لپماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔ خدا مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے

شیعہ مشن

وصایت علیؑ کا وثیقہ

صفحہ قرطاس کا ایک رخ

(ایک غیر احمدی ملک عبدالغنی نوشہروی کی قلم سے)

ہمارے معتقدات کے مطابق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۲۳ سال تک دنیا جہان کو خدا کا پیغام سنایا۔ مگر شیعی "(غلبہ ذات" کے "وانق چونکہ ہر رسول، نبی یا امام "من بن الخلق" بلکہ از لی رسول و امام ہوتا ہے۔ اس لئے اس کلیہ کے مطابق آنحضرت نے گویا ۶۳ سال تک پیغام الٰہی سنایا۔ اور بقول ان کے آپ کے اس پیغام کا مقصد صرف جناب علی علیہ السلام کی وصایت و خلافت تھا۔ جب رسول پاک بدو شعور سے پہلے کنایات سے ادا کرتے رہے۔ زمانہ شعور میں لیٹھی بولیوں سے علی کی وصایت کے اشارات کرتے رہے بلوغت میں افہام و تفہیم سے۔ اور اسی طرح کہولت میں حتیٰ کہ آپ، رفیق الاعلیٰ، سے جا ملے۔ لیکن بقول حضرات شیعہ اس وصایت و خلافت کا پورا اظہار اس وقت ہوا۔ جب حضرت رسول اکرم اپنی عمر کے آخری سال یعنی حجۃ الوداع کے بعد مقام غدیر پر پہنچے۔ یہ ذالحجہ ہی کی ۱۸ ویں تاریخ تھی۔ یہاں یہ آیت تبلیغ اتری۔ کہ:۔ یا ایها النبی بلغ ما انزل الیك من ربك فان لم تفعل فما بلغت رسالته والله يعصمك من الناس (المدثر) ترجمہ۔ اے نبی جو کچھ رب کی طرف سے تیری طرف اترا اسے ظاہر کر دے۔ اگر تو نے اس سے اغماض کیا۔ تو گویا تو نے اپنے رب کی رسالت کو نہیں پہنچایا۔ اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائیگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقولہم یہ آیت متضمن تھی۔ اس امر کی کہ جناب علی کی وصایت وخلافت بلافصل کا اظہار علی رؤس الاشہاد کیا جاوے۔

چنانچہ اس موقعہ پر ایک لاکھ صحابہ موجود تھے۔ جن کے سامنے آپ نے اونٹ کے کجاووں کی ممبر بنا کر اور علیؓ کو اپنے برابر کھڑا کر کے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اونچا کیا اور فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ میں جس کا مولا ہوں میرا علیؓ بھی اس کا مولا ہے۔ اس کے ساتھ ہی علیؓ کی وصایت کا اعلان فرمایا۔ جس پر حضرت عمرؓ نے تو ثیق کی بخ بخ سے۔ یعنی ہم راضی ہیں۔ علی کی وصایت ولایت وخلافت پر +

اس "اعتبار" کا سیاق وسباق ابھی اور بھی ہے۔ خصوصاً ایک نام نہاد شخص حرث بن نعمان کا فسانہ۔ ولیکن اس کی تفصیل واشاعت کا یہ موقع نہیں۔ بلکہ راقم نے واقعہ غدیر پر ایک مستقل مضمون لکھا ہے۔ جس میں اس داستان کا پورا اچھا ہے۔ گویہ متن ہے اور وہ اس کی شرح ہے +

ہاں تو اوپر جو کچھ سپرد قلم ہوا وہ شیعی "اعتبار" ہیں۔ جن پر جس قدر تعجب کیا جائے کم ہے۔ اس لئے کہ اگر رسول پاک کے مشن کا مقصد صرف علیؓ وآلہ کی حفاظت وصیانت ہی تھا۔ اور جن کی مدح میں قرآن میں نمبر سو آیات نازل ہوئیں۔ پھر آیت تبلیغ بایں معنی اوتار نا معنی چہ؟

ولیکن بقولہم یہ اعتراض درست نہیں۔ کیونکہ کسی اہم مقصد کے لئے تکرار کلام بھی جائز ہے۔ بلکہ اس امر کی اہمیت پر دال ہے۔ اس لئے آیت تبلیغ موقع محل کے مطابق نازل ہوئی۔ رسول پاک نے بمصداق آیت تبلیغ پورے طور پر حق رسالت ادا کر دیا۔ اس واقعہ سے تقریباً دو ماہ بعد آپ مرض میں مبتلا ہوئے۔ کہ جس کے ہاتھوں آخر دنیا سے رحلت فرما گئے۔

عین مرض میں حضرت نے جناب علیؓ کی وصایت وخلافت کے لئے ایک وثیقہ بھی لکھوانا چاہا۔ جو قرطاس کے نام سے موسوم ہے۔ ولیکن جب آپ نے قرطاس طلب فرمایا۔ تاکہ علیؓ کی وصایت پر مہر نبوت چسپاں کر دیں۔ تو عمرؓ نے اس تحریر سے بحجوا کراہ رسول پاک کو روک دیا۔ یہ بھی شیعی اصل ہے اور اس پر بھی ہمارے استعجاب کی کوئی حد نہیں بایں سبب (بقولہم) جس شئی یعنی وصایت وصیانت علی وآل علی کے لئے آپ مبعوث ہوئے۔ جن کی مدح سے قرآن بھرا پڑا تھا۔ آیت مودہ جن کی نگہداشت کے لئے نازل ہوئی تھی۔ کہ جن کے حقوق مافوق الفوق کا تحفظ حجۃ الوداع سے واپسی پر مقام غدیر ایک لاکھ صحابہ کے سامنے کر دیا گیا۔ حضرت عمرؓ جیسے جابر نے بھی اس کی توثیق کر دی۔ اب رحلت کے وقت اس کے لئے تحریری وثیقہ کی کچھ ضرورت باقی رہ گئی تھی؟ ولیکن شیعی حضرات فرمائیں گے۔ کہ اگر غیر ضروری ہوتی۔ تو آنحضرت قرطاس ودوات طلب ہی نہ فرماتے۔ پس ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر یہ ضروری تھا یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھا۔ تو پیغمبر صاحب نے اسے پورا کیوں نہ فرمایا۔ کیا رسالتمآب عمرؓ کے غلبہ سے دب گئے؟ آخری نبی خاتم المرسلین جو رہتی دنیا تک تمام جن وانس کے لئے اللہ کا پیغام لے کر آئے اور پیغام بھی علیؓ اور آل علیؓ کی صیانت وتحفظ پر مشتمل بصورت تحریری وثیقہ ایک عمرؓ کے منع کر دینے سے رک جائے۔ پھر تو یہ بھی ممکن ہے۔ کہ عمرؓ ودیگر ایسے حضرات کے دباؤ سے اور احکام ربی بھی پیغمبر صاحب نہ بتا سکے ہوں۔

اس سے تو یہ معلوم ہوا۔ کہ خاتم المرسلین کا انجام کتمان پر ہوا۔ یہ بھی نہ سہی۔ مگر اسے کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کہ فاتح خیبر اسد اللہ الغالب حیدر کرار غیر فرار صاحب ذوالفقار مولا علیؓ مرتضےٰ "لا فتیٰ الا علی" اور مشکلکشا کی موجودگی میں عمرؓ خاتم المرسلین پر یوں چھایا رہے۔ تو حضرت علی کی کراری وغلبہ ہی کیا ہوا؟ اسے بھی نظر انداز کیجئے۔ واقعہ قرطاس کا وقوع جمعرات کے روز بتایا جاتا ہے۔ اور آنحضرت کا وصال دوشنبہ (سوموار) کو ہوا۔ کیا اس کے بعد رسول خدا کو اور ایسا موقعہ نہ مل سکا۔ جب عمرؓ دامنالہ سے تخلیہ ہوا ہو۔ جس میں آپ اپنے وصی کے لئے اس وثیقہ کی تحریر کر سکتے۔ ولیکن نہیں اس کے بعد ضرور موقعہ ملا۔ حضرت علیؓ۔ فضلؓ اور عباسؓ (رضی اللہ عنہم) تخلیہ میں رسالتمآب کی خدمت میں رہے آئے۔

اب کیا گذری! حضرت ملا باقر مجلسی شیعوں کے معتبر محدث ومورخ فرماتے ہیں:۔

"اس کے بعد رسول خدا نے لوگوں کو گھر سے نکلوایا اور صرف عباسؓ فضلؓ (پسر عباسؓ) اور علیؓ ابن ابی طالب واہلبیت خاص حضرت کے پاس رہ گئے۔ اب عباس نے عرض کیا:۔

"اے رسول اللہ اگر یہ امر خلافت ہمارا ہی ہے رہے گا۔ تو آپ ہم لوگوں کو بشارت دیجئے تاکہ ہم خوشی کریں۔ اور اگر آپ جانتے ہیں۔ کہ یہ لوگ ہم پر ستم روا رکھیں گے۔ اور خلافت ہم سے غصب کر لیں گے۔ تو اپنے صحابہؓ سے ہماری سفارش کرتے جائیے۔ اس پر رسول خدا نے فرمایا۔ کہ لوگ تمہیں میرے بعد کمزور کر دیں گے۔ اور تم پر غالب آ جائیں گے۔ اس پر تمام اہلبیت رونے لگے۔" (حیاۃ القلوب جلد ۲ صفحہ ۸۴۷)

یہ روایت تو آخر شیعوں کے لئے معتبر ہی ہو گی پس اگر اسے صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر یہ کیونکر مانا جا سکتا ہے۔ کہ ادھر تو رسول خدا علیؓ کی وصایت کا وثیقہ لکھوانا چاہتے تھے۔ اور ادھر تخلیہ میں انہیں ضعیف وکمزور سمجھکر خلافت کا بار اٹھانے کے قابل نہیں سمجھتے۔ اگر رسول خدا سے یہ دونو امر صادر نہیں آئے ہوں۔ تو پھر ایک تیسری بات اور ماننا پڑے گی کہ آپ بشریت کی وجہ سے مرض کے غلبہ میں آ گئے تھے جس سے دو متضاد امر رسول خدا کی ذات سے صادر ہوئے ہیں۔ یعنی

پہلا یہ کہ علیؓ کی وصایت کا وثیقہ لکھوانا چاہتے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسرا یہ کہ عباس رضؓ فضل رضؓ اور علی رضؓ نے جب آپ سے تخلیہ میں یہ استمداد کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہ تمہیں کمزور کر دینگے۔ اور تم بار خلافت نہ اٹھا سکو گے۔ مگر یہ دونو امور غلط ہیں۔ اس لئے کہ واقعہ قرطاس صرف ابن عباس رضؓ کی روایت کی وجہ سے ناقابل اعتماد ہے۔ جن کی عمر رحلت رسول خدا کے وقت تیرہ برس کی تھی۔ اور ۱۳ برس کے بچے کا کسی واقعہ کو بلوغت تک یاد رکھنا غیر متیقن ہے۔ اس لئے ہم حضرت عمر رضؓ پر وارد شدہ الزام ہجر یا ہجیر کی تردید میں پڑنا نہیں چاہتے۔ چہ جائیکہ ان تمام الفاظ کے ہوتے ہوئے اصول حدیث کے مطابق ان کی بریت بھی ہو سکتی ہے۔

لیکن واقعہ قرطاس صحیح ہے۔ اس صورت میں کہ رسول پاک وصایت وخلافت بلا فصل کا وثیقہ ابوبکر رضؓ صدیق کے لئے ضرور لکھنا چاہتے تھے۔ جس کی تو صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے۔

قالت قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم فی مرضہ ادعی لی ابابکر و اخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمنون ویقول قایل انا اولی ویابی اللہ والمسلمون الا ابابکر۔ (حدیث)

رسول خدا نے فرمایا اپنے مرض میں اے عائشہ تم اپنے باپ اور بھائی کو بلالو۔ تاکہ میں ایک تحریر لکھا دوں۔ کیونکہ میں ڈرتا ہوں۔ کہ کوئی حریص اس کی خواہش نہ کرنے لگے۔ اور کہہ اٹھے کہ میں اولی ہوں۔ حالانکہ اللہ اور مسلمان صرف ابوبکر رضؓ کو اس کے لئے اولی کہتے ہیں۔

اس حدیث کے مطابق جناب ابن عباس رضؓ کے مقابلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ کی عمر دیکھئے۔ اس میں وصایت اور وصی کی توضیح بصراحت النص ابوبکر رضؓ کے لئے موجود ہے۔ ضمناً یہ بھی ٹپک رہا ہے۔ کہ رسول خدا کو حضرت علی رضؓ ہی کی طرف سے یہ خدشہ تھا۔ کہ ابوبکر رضؓ کے مقابلہ میں تمنائے خلافت ان کے دل میں پیدا ہو گی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد واقعی حضرت علی رضؓ اس غلطی میں مبتلا ہو گئے۔ اور چھ ماہ تک صدیق اکبر رضؓ کی بیعت نہ کی تھی۔ کہ سیدہ بصفۃ الرسول جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں۔ تو آپ نے گھر سے باہر کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی۔ آپ کو رات ہی رات میں دفن کر دیا۔ مگر غنیمت تھا۔ یہ وقت بھی کہ اس وقت آپ کو اپنی غلطی کا خیال آگیا۔ اور صبح ہوتے ہی صدیق اکبر کی بیعت کر لی (مسلم)

اور جناب امیر کے ساتھ غلطی کا انتساب کچھ سنی معتقدات ہی کے ساتھ مختص نہیں۔ بلکہ شیعہ حوالجات کے موافق بھی صحیح ہے۔ چنانچہ استبصار از شیعی کتاب حدیث کے صفحہ ۲۱۷ پر روایت ہے۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال صلی اللہ علیہ وسلم یا الناس علی غیر طھر و کانت الظھر فخرج منادیہ ان امیر المومنین علیہ السلام صلے علی غیر طھر فاعیدوا۔ ابو عبد اللہ سے روایت ہے کہ علی لوگوں کو ظہر کی نماز بغیر وضو پڑھا گئے۔ اس کے بعد لوگوں کو مطلع کیا گیا۔ کہ نماز بغیر وضو پڑھائی گئی۔

دیکھئے! جب نماز جیسے کام میں (کہ شیعہ کے نزدیک اصلی خلافت یہی امامت ہے) ایسی فاحش غلطی ہو گئی۔ تو حرص خلافت کے لئے اگر ابوبکر رضؓ کے ساتھ ناراض رہے تو کیا بڑی بات تھی۔ الغرض واقعی اللہ اور مسلمان غیر ابوبکر رضؓ کی وصایت اور خلافت کے منکر تھے جس کی توثیق بنفسہ شیعی کتب سے بھی ہوتی ہے۔ ممدوح الصدر حضرت ملا باقر مجلسی فرماتے ہیں۔ کہ معتبر سند کے ساتھ حضرت صادق سے مروی ہے۔ کہ ایک پوری شب حضرت نے مسجد ہی میں بسر فرمائی۔ صبح کے نزدیک امیر المومنین (علی رضؓ) بھی مسجد میں پہنچ گئے۔ پس حضرت رسول نے انہیں بلا کر فرمایا۔ اے علی تو نے دیکھا۔ کہ رات بھر میں مسجد میں سر بسجود رہا۔ ہزار حاجت رب سے چاہی۔ اور سب پوری ہوئی۔ بلکہ اس کے برابر اور بھی۔ مگر تیرے لئے بھی یہ دعا کی۔ کہ امت تیری امامت پر جمع ہو جائے اور تیری اطاعت کرے۔ مگر اللہ نے یہ حصہ میری دعا کا مردود کر دیا۔ (حیاۃ القلوب جلد ۳ صفحہ ۲۳۲)

علی رضؓ کی وصایت وخلافت سے یہ ابا (انکار) اللہ کا ہے۔ بمطابق کتب امامیہ گویا ؎

ناکام و نامراد ہوئے سب حضور یار
ارماں ہوئے مراد ہوئی مدعا ہوا

مگر ابوبکر کی وصایت ونیابت کی کھلی ہوئی نشانیوں میں سے ایک اور نشانی بنفسہ ابوبکر کی۔ وہ امامت ہے۔ جو انہوں نے بحسب فرمان رسول خدا اور فرمائی کہ

مروا ابابکر لیصل الناس
(ابوبکر کو یہ حکم پہنچاؤ۔ کہ لوگوں کو نماز پڑھاوے)

نگاہِ ناز جسے آشنائے راز کرے
وہ اپنی خوبیٔ قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے

یا اللہ ہمارے قلوب میں ابوبکر رضؓ۔ عمر رضؓ۔ عثمان رضؓ۔ علی رضؓ اور تمام صحابہ رضؓ کی سچی عزت اور محبت پیدا کر دے آمین +

بہودی مشن

رسالہ کذبات مرزا کا جواب

بسلسلہ گذشتہ

(از ماسٹر محمد علی اظہر)

(ہشتم) آٹھویں علامت سچے نبی کی یہ فرمائی گئی ہے۔ کہ اسے پیغام الٰہی پہنچانے اور اتمام حجت کرنیکے واسطے لمبی عمر دی جاتی ہے۔ اور جھوٹے کو جلدی تباہ کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا (ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ۵ ثم لقطعنا منہ الوتین ۵ فما منکم من احدٍ عنہ حاجزین۔ ۴۶۔ اور اگر وہ ہم پر کوئی بات بنا کر کہتا۔ تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے۔ پھر اس کی رگِ گردن کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی بھی ہم کو اس سے روک نہ سکتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ب) ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً او کذب بایٰتہ ط انہ لا یفلح الظالمون ۶ پ ۹ - اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے - جس نے اللہ پر افترا کیا (کہ خدا نے مجھ پر یہ کلام اتارا ہے -) یا اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے) جس نے سچے رسول کے ذریعہ سے ظاہر ہونے والے) نشانات کی تکذیب کی - تحقیق وہ ظالموں کو کامیابی نہیں دیتا - یعنی اگر نبوت کا دعویٰ کرنے والا جھوٹی وحی پیش کرتا ہے - تو وہ ظالم ترین ہے - اور اگر وہ سچا ہے - اور سچی وحی پیش کرتا ہے - اور نشاناتِ صداقت دکھاتا ہے - تو اس کے نشانات کی تکذیب کرنے والا ظالم ترین ہے - اور ظالم کی نشانی یہ ہے کہ خدا اسے کامیاب نہیں ہونے دیتا - پس نبی کی کامیابی اس کے سچا ہونے کی علامت ہے -

(ج) قد خاب من افتری ۱۶ پ ۱۲ - جس کسی نے افترا کیا - وہ ضرور ہلاک ہوا -

---

اس معیار کے مطابق بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے سچے نبی ثابت ہوتے ہیں - کیونکہ آپ کو پہلا الہام ۱۸۶۸ء میں ہوا - اور وہ مندرجہ ذیل ہے - دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۰ اور اس برکت کے بارے میں ۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء میں بھی ایک عجیب الہام اردو میں ہوا . . . . فرمایا کہ "تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا - اور وہ تجھے بہت برکت دیگا - یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈھیں گے"

دیکھو ۱۸۶۸ء سے ۱۹۰۸ء تک ۴۰ سال ہوتے ہیں - اتنا لمبا عرصہ الہامات کا سلسلہ جاری رہنا اور کتابوں - اخباروں - اشتہاروں میں ان کی شہرت دینا اور پھر کامیاب ہوتے چلے جانا آپ کے نبی ہونے کی دلیل ہے - خصوصاً اس حالت میں کہ براہین احمدیہ میں ہی آپ پر آپ کے نبی اور رسول ہونے کے متعلق وحی الٰہی متواتر درج ہے - اور اس لئے بھی کہ اپنے الہامات کو مختلف کتابوں اور اشتہاروں میں بطور تحدی کے پیش کرتے رہے ہیں - اور ان الہامات کے اپنے صحیح معنوں میں پورا ہونے کو اپنی صداقت کا معیار ٹھہراتے رہے ہیں -

---

جن کے متعلق رسالہ اربعین ۳ صفحہ ۶ میں تحریر فرمایا ہے - براہین احمدیہ کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے - کہ یہ دعویٰ من جانب اللہ ہونے اور مکالماتِ الٰہیہ کا قریباً تیس برس سے ہے - اور اکیس برس سے براہین احمدیہ شائع ہے - تو اس سے لازم آتا ہے - کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تئیس برس تک موت سے بچنا آپ کے سچا ہونے پر بھی دلیل نہیں ہے - کیونکہ جبکہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ ایک جھوٹے مدعی رسالت کو تیس برس تک مہلت دی - اور لو تقول علینا کے وعدہ کا کچھ خیال نہ کیا - تو اسی طرح نعوذ باللہ یہ بھی قریب قیاس ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی باوجود کاذب ہونے کے مہلت دیدی ہو - مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاذب ہونا محال ہے - پس جو مستلزم محال ہو - وہ بھی محال - اور ظاہر ہے - کہ یہ قرآنی استدلال بدیہی الظہور جبھی ٹھہر سکتا ہے - جبکہ یہ قاعدہ کلی مانا جائے - کہ خدا کسی مفتری کو جو خلقت کے گمراہ کرنے کے لئے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہو - کبھی مہلت نہیں دیتا - کیونکہ اس طرح پر اس کی بادشاہت میں گڑبڑ پڑ جاتی ہے - اور صادق اور کاذب میں تمیز اٹھ جاتی ہے "

پھر اسی اربعین ۳ صفحہ ۲۹-۳۰ میں فرماتے ہیں -

"اس قدر الہام تو ہم نے بطور نمونہ براہین احمدیہ میں سے لکھے ہیں - لیکن اس اکیس برس کے عرصہ میں براہین احمدیہ سے لے کر آج تک میں نے چالیس کتابیں تالیف کی ہیں - اور ساٹھ ہزار کے قریب اپنے دعویٰ کے ثبوت کے متعلق اشتہارات شائع کئے ہیں - اور وہ سب میری طرف سے بطور چھوٹے چھوٹے رسالوں کے ہیں - اور ان سب میں میری مسلسل طور پر یہ عادت رہی ہے - کہ اپنے جدید الہامات ساتھ ساتھ شائع کرتا رہا ہوں - اس صورت میں ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے - کہ یہ ایک مدت دراز کا زمانہ ابتدائے دعویٰ مامور من اللہ ہونے کے آج تک کیسی شب و روز سرگرمی سے گذرا ہے - اور خدا نے نہ صرف اس وقت تک مجھے زندگی بخشی - بلکہ ان تالیفات کے لئے صحت بخشی - مال عطا کیا - وقت عنایت فرمایا - اور الہامات میں خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت نہیں کہ صرف معمولی مکالمہ الٰہیہ ہو - بلکہ اکثر الہامات میرے پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے ہیں - اور دشمنوں کے بداردادوں کا ان میں جواب ہے - مثلاً چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا - کہ دشمن میری موت کی تمنا کرینگے - تا یہ نتیجہ نکالیں - کہ جھوٹا تھا تبھی جلد مر گیا - اس لئے پہلے ہی سے اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا - تمانین حولاً او قریباً من ذالک ط او تزید علیہ سنینا وتری نسلاً بعیداً - یعنی تیری عمر ۸۰ برس کی ہوگی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ اور تو اس قدر عمر پائیگا کہ ایک دور کی نسل کو دیکھ لے گا - اور یہ الہام قریباً ۳۵ برس سے ہو چکا ہے - اور لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا "

یہ تحریر نومبر یا دسمبر ۱۹۰۰ء کی ہے - چنانچہ اربعین ۴ کی تاریخ اشاعت ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء ہے - اس لحاظ سے اس رسالہ کی اشاعت کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر ۸۰ - ۳۵ = ۴۵ سال کی تھی - کیونکہ ۴۰ برس کی عمر میں آپ پر وحی الٰہی کا نزول ہوا - جیسا کہ آپ نے تریاق القلوب صفحہ ۶۸ میں تحریر فرمایا ہے - کہ "جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی - تو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا "

پس اس لحاظ سے دسمبر ۱۹۰۰ء میں حضرت اقدس کی عمر ۴۵ سال کی تھی - اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ کا انتقال ہوا - پس اکل عمر ۶۸ سال ہوئی - بحساب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شمسی اور بحساب قمری ۸۵ سال۔ کیونکہ ۳۶ سال شمسی ۳۷ سال قمری کے برابر ہوتے ہیں۔ اس لئے ۸۳ سال شمسی ۸۵ سال قمری کے برابر ہیں۔ بہرحال آپ کی عمر بموجب الہام الٰہی ۸۳ سال کے قریب ہے۔ اور الہام الٰہی کے نزول کے بعد چالیس پینتالیس سال تک زندہ رہنا آپ کے سچا رسول ہونے کا ثبوت ہے۔ اور پھر آپ نے بموجب الہام الٰہی نسل بعید بھی دیکھ لی۔ یعنی پوتے مرزا عزیز احمد صاحب اور مرزا رشید احمد صاحب۔

غرضیکہ صداقت انبیاء کے معیار جو قرآن شریف میں بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے کسی معیار کو آپ پیش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت اس معیار کی رُو سے پیش کیا جا سکتا ہے فی الحال بطور نمونہ اسی قدر کافی ہے۔ پس جبکہ خداوند تعالیٰ حضرت اقدس کے دعویٰ نبوت کی صداقت کی خود ہر طرح سے شہادت دے رہا ہے۔ تو انہیں اس بات کی ضرورت نہیں۔ کہ کسی غیر کی شہادت کو پیش کریں۔ یہ تو محض تم لوگوں پر اتمام حجت کے خیال سے بزرگان سلف کے اقوال بھی پیش کر دیئے گئے ہیں۔ "تاکہ ہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ" (آباؤنا طبع) کہنے والے بھی اپنے ہوش کی دوا کریں۔ (باقی دارد)

دیانندی مشن

لکھشمن چور اور چندر کا جواب

(از فتح محمد شرما کراچی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

نمبر ۲:۔ بھگت کبیر کے متعلق دیانندی نکتہ چینی

"اوٹ پٹانگ بھاشہ بنا کر جولاہے وغیرہ نیچ لوگوں کو سمجھانے لگا۔ تنبورے کر گاتا تھا۔ بھجن بناتا تھا۔ خاص کر پنڈت شاستر ویدوں کی مذمت کیا کرتا تھا۔ کچھ جاہل لوگ اس کے دام میں پھنس گئے۔ جب مر گیا تب لوگوں نے اس کو صاحب قدرت بنا لیا"

(از دیانند ستیارتھ پرکاش باب ۱۱ صفحہ ۲۴۸)

اس جگہ دیانند بھگت کبیر کو جاہل بتاتا ہے۔ اور سورکھ لوگوں کو بھگت کبیر کے مرید ظاہر کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ تمام ہندو دنیا بھگت کبیر کی مرید ہے۔ اور اس کو مان کی درشٹی سے دیکھتی ہے اور آریہ سماجی بھی بھگت کبیر کو خدا رسیدہ اور نیک انسان خیال کرتے ہیں۔ اور دیانندی "جائز نکتہ چینی" کی یوں مٹی پلید کرتے ہیں۔ مثلاً:۔

"پرم سنت کبیر تو ان جنم اجیالی لوگوں سے اتنے تنگ تھے۔ کہ انہوں نے بڑے کڑے شبدوں میں اس سنتیانا سی جات پات کا کھنڈن کیا تھا"

(اخبار کرم ویرہ نومبر ۱۹۳۰ء)

آریہ سماج کے مایہ ناز اور مقتدر اصحاب تو بہ تحریر کرتے ہیں۔ کہ بھگت کبیر بڑا پیارا سنت تھا۔ اور جات پات کا کھنڈن کرتا تھا۔ اور دیانند یہ کہتا ہے کہ بھگت کبیر ویدوں کی مذمت کرتا ہے۔ جو سراسر غلط اور واقعات کے خلاف ہے۔ جس کا آریوں کو اعتراف ہے:

نمبر ۳:۔ "نانک جی کا مدعا تو اچھا تھا لیکن علمیت کچھ بھی نہیں تھی۔ . . . . ویدآدی شاستر اور سنسکرت کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ . . . . چاہتے تھے۔ کہ میں سنسکرت میں بھی قدم رکھوں۔ . . . . ان گنواروں کے سامنے کہ جنہوں نے سنسکرت کبھی سنی بھی نہیں تھی۔ سنسکرت بنا کر سنسکرت کے بھی پنڈت بن گئے ہونگے۔ یہ بات اپنی بڑائی عزت اور شہرت کی خواہش کے بغیر کبھی نہ کرتے۔ ان کو اپنی شہرت کی خواہش ضرور تھی . . . . جب کچھ خود پسندی تھی۔ تو عزت اور شہرت کے لئے کچھ دمبھ (مکر) بھی کیا ہوگا۔ اس لئے ان کے گرنتھوں میں جا بجا ویدوں کی مذمت بھی ہے"

(از دیانند ستیارتھ پرکاش باب ۱۱ صفحہ ۲۴۸)

دیانند کی یہ جائز نکتہ چینی ہے۔ کہ شری گورو نانک مہاراج رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی موت کے بعد کبھی جاہل بتاتا ہے۔ کبھی خود پسند اور مکار کا خطاب دیتا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ گورو کے لال ان الفاظ کی موجودگی میں کس طرح دیانندیوں کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھنا پسند کرتے ہیں۔ اس کے الفاظ کیا ہیں۔ دل و جگر کو چیرنے والے تیر ہیں۔ سردار صاحبان کو چاہیئے۔ کہ وہ ان الفاظ سے اپنی بیزاری کا اظہار کریں۔ جب دیانندی خود دیانند کے مذکورہ بالا الفاظ کی تردید

چھ سو روپیہ ماہوار کمانے کے قابل بنا دینے کا ذمہ دار ہوں

جو لوگ تجارت سے ناواقف ہیں۔ ان کے نزدیک بیس روپیہ روزانہ کمانا غیر ممکن ہے۔ مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ دھوکہ نہیں فریب نہیں۔ اشتہار بازی نہیں۔ محبان وطن کی کوششوں سے کوئمبتور انڈسٹریز کالج جاری ہو گیا ہے اور عملی طور پر ہر آدمی کے ہاتھ سے انگلینڈ امریکہ جرمنی جاپان کی سوا سو ۱۲۵ قسم کی دستکاریاں سکھائی جاتی ہیں۔ اور اس قدر ارزاں مال بنانا سکھایا جاتا ہے۔ کہ باوجود کساد بازاری کے جس طرح انگلینڈ کا مال بازار میں فروخت نہیں ہوتا مگر جاپانی مال محض ارزاں ہونے کی وجہ سے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوتا ہے۔ اور یہ دستکاریاں پچیس تیس روپیہ کے سرمایہ سے جاری ہو سکتی ہیں۔ جو لوگ یہاں نہیں آ سکتے۔ وہ رسالہ دستکاری آٹھ آنہ میں منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔ المشتہر ڈاکٹر شفیع احمد پی۔ ایچ۔ ڈی ایڈیٹر رسالہ دستکاری ملیہ راں دہلی۔ وی پی منگواؤ گے تو چودہ ۱۴ آنہ کا ہوگا۔ اور منی آرڈر بھیجو گے تو دس آنہ میں پڑے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتے ہیں۔ اور اس سے بیزاری کا اظہار کر کے گورو جی کو خدا رسیدہ مان رہے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ سردار صاحبان خاموش ہیں۔ کوئی باغیرت اور مہذب انسان ان الفاظ کی موجودگی میں دیانندیوں سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ دیانند کی تمام تعلیم انسانیت اور شرافت کے لئے باعثِ ننگ و عار ہے۔ تہذیب اور حیا کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے ؛

نمبر ۴۔ اسلام :۔ خدا شیطان کا بھی شیطان۔ مسلمانوں کا خدا شعبدہ بازوں کی طرح کھیل رہا ہے خدا اور شیطان میں کیا فرق رہا۔ ہاں اتنا فرق کہہ سکتے ہیں۔ کہ خدا بڑا شیطان اور وہ چھوٹا شیطان۔ شیطان کا بھی شیطان خدا ہے۔ قرآن خدا کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ کسی مکار فریبی کا بنایا ہوا ہوگا۔ یہ قرآن کیا ہے۔ بڑا کھیل ہے۔ قرآن کسی محدود العقل آدمی کا بنایا ہوا ہے۔ خدا ہی شیطان کا سردار اور سب کام کرنے والا ہے۔ یہ کتاب کلام ربانی نہیں ہو سکتی۔ البتہ کسی گمراہ کی بنائی ہوئی معلوم دیتی ہے۔ محمد صاحب بڑے شہوت پرست تھے "

(از دیانند بلنے آریہ سماج ستیارتھ پرکاش باب ۱۴)

ناظرین باتمکین۔ آپ غور کر کے دیانند کی جائز نکتہ چینی کو ملاحظہ فرماویں۔ پھر آپ ہی خدارا انصاف اور عدل کو کام میں لاویں۔ کہ اگر دیانند کی مذکورہ بالا تحریر کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ارشاد فرما دیا۔ کہ :۔

" علاوہ کم فہمی بے علمی اور تعصب کے سوامی دیانند کی فطرتی سمجھ سودائیوں کی طرح ہے "

تو کیا غضب ڈھا دیا ہے۔ بلکہ عین انصاف اور عدل سے کام لیا ہے۔ دیانند ایسا منہ پھٹ بے باک تہذیب سے ناآشنا تھا۔ کہ اس کو کروڑوں انسانوں کے واجب الاحترام بزرگوں کی شان میں ایسے کمینے ناشائستہ اور باشانہ الفاظ لکھتے ہوئے ذرا بھی شرم محسوس نہ ہوئی۔ اس کی حس مر چکی تھی۔ وہ انسانیت اور شرافت کے لئے بدنما دھبہ تھا۔

دیانندیو! کچھ تو شرم حیا سے کام لو۔ کیوں دنیا کے لئے لعنت کا باعث بنتے ہو۔ کیوں ہندوستان کے امن کو برباد کرنے کے درپے ہو۔ کیا اسی تہذیب پر تم کو ناز ہے۔ کیا ویدوں سے تم نے یہی حاصل کیا ہے ؎

احساس عزت کیوں نہیں
شرم اور غیرت کیوں نہیں

چور اور چتر :۔ ناظرین ستیارتھ پرکاش کی جو بڑی سے بڑی خطرناک عبارتیں مرزائی لوگ پیش کریں۔ ان کو بھی پڑھیں۔ اور اس کے مقابلہ پر وہ اقتباسات بھی پڑھیں۔ جو ہم دیتے ہیں اور پھر بتائیں۔ کہ گالی اور بدزبانی کا ملزم کون ہے۔

نمبر ۱ :۔ تمام دنیا میں آریوں سے بدتر کوئی مذہب نہیں "

احمدی شرما :۔ ناظرین میں آپ کی خدمت میں دیانندی جائز نکتہ چینی پیش کر چکا ہوں۔ اب آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نکتہ چینی کو بھی دیکھیں۔ کہ نیوگ کی فلاسفی کا دلدادہ اس کو گالی اور بدزبانی کا نام دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ لکھشمن کی عقل پر پتھر پڑے ہوئے ہیں۔ تعصب نے ان کو اندھا بنا دیا ہے۔ وہ آنکھیں رکھتے ہوئے نہیں دیکھتا دماغ رکھنے کے باوجود پاگل پنے کا ثبوت دے دیا ہے۔ اب میں دیانندی لٹریچر سے ہی آریہ مذہب کا بدترین مذہب ہونا ثابت کرتا ہوں۔

آریوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ سوائے آریہ دھرم کے باقی کے تمام دھرم بد ہیں۔ اگر آریہ ہی ویدوں سے بیزاری کا اظہار کر دیں۔ تو خود بخود یہ ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ دیانندی دھرم بدترین دھرم ہے۔ ملاحظہ ہو :۔

" آریہ سنتان ویدوں پر۔ ویدوں کے معتقدوں پر اور مداحوں پر تمسخر کرتی ہے۔ اور ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ وید کا نام سن کر ان کا سینہ پھٹ جاتا ہے۔ چہرہ لال ہو جاتا ہے۔ آنکھیں غصہ سے بھر جاتی ہیں۔ اور دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے۔ کہ وید کے نام لینے والوں کا سر کچل دیا جاوے۔ ایسی حرکتوں سے تمہارے مٹ جانے کا احتمال ہے "

(آریہ اخبار ملاپ لاہور ۷ نومبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۳ کالم ۱)

اس کو پڑھکر یہ صاف ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ آریہ بھی دیانندی دھرم کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وید کے نام سے ان کو نفرت ہے۔ بلکہ وید کے نام لینے والوں کا آریہ سر کچلنا چاہتے ہیں۔ جس سے خود بخود یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بالکل درست فرمایا ہے۔ اگر آریہ لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے۔ تو آج اس قدر ذلیل و رسوا نہ ہوتے اور اپنی سنتان کے ہاتھوں سے ہی یوں دیانندی سدھانتوں کی مٹی پلید نہ کراتے ؛

" آریہ سماج کے پرودتک سوامی دیانند سرسوتی جی نے اپنی زندگی میں پچاسوں چیلے بنائے۔ پر نتو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان چیلوں میں سے آخر تک شاید ہی کسی نے ساتھ دیا ہو۔ اس کا کارن یہ پرتیت ہوتا ہے۔ کہ پہلے پہلے سوامی جی کے پاس جتنے بھی ششش بن کر آئے۔ وہ کیول ان کی شخصیت پر مگدھ ہو کر آئے تھے۔ انہوں نے سوامی جی کے سدھانتوں کی نسبت ان کی شخصیت کو ادھک آدر دیا۔ جس کا پھل یہ ہوا۔ کہ آگے جا کر انہیں سوامی جی کا ساتھ چھوڑنا پڑا۔ اور انہیں سوامی جی کے پاس ٹھیرنا مشکل ہو گیا "

(ریویو کاشی لاہور کا رشی نمبر ۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۱۲ کالم ۱)

اس حوالہ سے بھی یہ ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ دیانند کے پہلے شاگرد رشید ہی جب دیانندی سدھانتوں سے واقف ہو گئے تھے۔ تو وہ دیانندی سدھانتوں سے ایسے متنفر ہوئے۔ کہ ان کو دیانند کے پاس ٹھیرنا بھی مشکل ہو گیا۔ یعنی جس طرح کوئی آدمی گندگی کے پاس ٹھیرنا نقصان دہ خیال کرتا ہے۔ اسی طرح دیانند کے اوّلین شاگرد دیانند کے پاس ٹھیرنا نقصان دہ خیال کرتے تھے۔

(باقی بقیہ صفحہ ۱۵ کالم اوّل)

(صفحہ ۱۵ کالم ۱ کا بقیہ)

دارالاسلام پٹھانکوٹ میں مسجد فاروق قادیان سے شائع کیا)